[illegible]

رسالہ

تبادلۂ خیالات

مع مضامین مختلفہ

مصنفہ

محمد شمس الدین صدیقی ہیڈ منصب وظیفہ یاب حسن خدمت

مطبوعہ شمس الاسلام پریس حیدرآباد

سال اشاعت ۱۳۴ ۳۰ رمضان المبارک تعداد طبع (۳۰۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سید جلال الدین میرا انگلستان جانا طے ہوگیا اور روانگی کی تاریخ بھی مقرر ہو چکی دعا فرمائیے کہ خدا کامیاب کرے۔

محمد شمس الدین بڑی خوشی کا مقام ہے کہ آپ کی روانگی قرار پا چکی خدا مبارک فرما دے تاریخ معلوم ہو تو میں بھی اسٹیشن تک مشایعت کے لیے آؤنگا۔

سید جلال الدین آپ کی دعا کافی ہے اسٹیشن تک تکلیف فرمانے کی کیا ضرورت ہے ۲۰ صفر ۱۳۴۸ھ یوم یکشنبہ نو بجے کے میل سے جانا طے ہو چکا ہے۔

محمد شمس الدین جس غرض و غایت سے اور جس امید پر آپ بھیجے جا رہے ہیں خدا کرے کہ وہ امید پوری ہو اور غرض حاصل ہو

سید جلال الدین خدا سے امید ہے کہ بھیجنے والوں کی غرض

حاصل ہوگی آپ کے خیالات اور تالیفات سے مجھے بڑی مسرت ہوتی ہے
لیکن آپ کی نسبت لوگوں کا یہ غلط خیال پھیلا ہوا ہے کہ آپ قطعاً ولایت
کی تعلیم کے خلاف ہیں اور آپ کے رسالے ثبوت میں پیش کئے جاتے
ہیں مگر میں ان لوگوں کے خیال کا بالکل مخالف ہوں۔ میں صغر سنی
سے دیکھتا ہوں کہ ہر نوعمر یا جوان لڑکوں کی تعلیمی حالت آپ ہمیشہ دریافت
فرماتے اور اعلیٰ تعلیم کی ہدایت دیتے رہتے ہیں کامیاب شدہ لڑکوں
کے ساتھ مسرت اور خوشی سے ملتے اور جلسہ کر کے بعض لڑکوں کو
آپ نے پھول بھی پہنایا ہے آپ کے رسالوں میں بھی میں نے کوئی
بات ایسی نہیں دیکھی۔ البتہ مذہبی تعلیم اور دینیات کی جانب آپ
کی خاص توجہ پائی جاتی ہے۔

محمد شمس الدین میں ولایت کی تعلیم کا ہرگز مخالف نہیں ہوں
لیکن تعلیم پانے والوں کے طریقہ عمل کا ضرور مخالف ہوں۔ جو
لوگ تعلیم پاکر لیاقت اور شائستگی اور سلامتی مذہب کے ساتھ
واپس آتے اور مذہبی اصول کے پابند رہتے ہیں ان نوجوانوں سے
تو میں بہت خوش اور ان کے حق میں دست بدعا رہتا ہوں میری
تالیفات سے اس کی شہادت ملے گی کہ میں تو اچھے اصحاب کے نام تک
ظاہر کرتا رہتا ہوں تاکہ دوسرے نوجوان سبق حاصل کریں اور

انھیں کی رفتار پر چلیں تقریباً پچاس سال سے میرے کانوں میں آواز آرہی ہے کہ لڑکوں کو اعلیٰ تعلیم دلائی جائے تاکہ لڑکے آئندہ چل کر ملک کی خدمات عمدگی سے انجام دینے کے قابل ہوں نواب سر سالار جنگ اعظم مرحوم کی دلی خواہش تھی کہ حیدرآباد کے شرفاء اور معززین اعلیٰ تعلیم پاکر عہدوں کے مستحق قرار پاویں اور بیرون ملک سے کسی کو مستعار لینے کی ضرورت واقع نہو لیکن یہاں کے لوگوں میں تعلیم سے کچھ دلچسپی نہ تھی اور اصل یہ ہے کہ یہاں کے لوگوں کو دوسرے مشاغل سے فرصت ہی نہ تھی کہ وہ حصول علم کی جانب توجہ کریں عام خیال تھا کہ حیدرآباد کے مولوی، مشایخ کے خاندان کے ارکان کا کام البتہ علم پڑھنے اور پڑھانے کا ہے ہر شخص حصول علم کا مستحق نہیں ہوسکتا اُس زمانہ میں سرکاری کوئی مدرسہ بھی نہ تھا نہ تعلیم کا کوئی باضابطہ طریقہ جاری تھا البتہ علماؑ کے گھروں پر طالب علموں کا مجمع عظیم رہتا تھا اور وہ بلا کسی معاوضہ کے صبح سے شام تک عربی فارسی اور دینیات کے پڑھانے میں اوقات عزیز صرف کرتے تھے اس زمانہ کے علماء دیندار اور خدا پرست تھے بعضوں کو سرکار سے قلیل منصب یا یومیہ ملتا تھا اور بعض تو بغیر کسی معاوضہ کے طالب علموں کے پڑھانے میں مصروف رہتے تھے

البتہ اس زمانہ میں پائیگاہ کے علاقہ کا مدرسہ فخریہ غرباء کے لئے موجود تھا جس پر ملک فخر کر سکتا ہے نواب سر سالار جنگ اعظم نے اپنے عہد وزارت میں عام تعلیم کے خیال سے دارالعلوم قایم فرمایا اور ترغیبی تنخواہوں کی اجرائی کا حکم بھی دیا اور ملک میں تعلیمی شوق پیدا ہونے کی غرض سے نواب صاحب نے اپنے صاحبزادوں کو بغرض تعلیم ولایت بھیجدیا اس کے بعد ہی مرحوم نواب رفعت یار جنگ اول و نواب عماد جنگ اول نے نواب حاکم الدولہ مرحوم و نواب رفعت یار جنگ بہادر و نواب نظامت جنگ بہادر و نواب سعد جنگ مرحوم کو لندن بھیجدیا نواب غلام دستگیر خاں صاحب مرحوم نے نواب محی الدین علیخاں محی الدین یار جنگ بہادر کو بھیجا اور پھر اس کے بعد ولایت جانے کا سلسلہ جاری ہو گیا نواب شمشیر جنگ بہادر اور نواب بینظیر جنگ مرحوم بھی ولایت گئے اور تعلیم حاصل کر کے واپس آگئے پھر تو ہمارے ملک میں اچھے افراد خدمات ملک کے لئے تیار ہو گئے چنانچہ ہائیکورٹ کی رکنیت پر نواب حاکم الدولہ بہادر کا تقرر منظور فرما کر حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ اب ہمارے ملک میں اچھے اور قابل لوگ موجود ہیں تب بیرون ملک سے کسی کو مستعار لینے کی ضرورت باقی نہیں۔ اس کے بعد جب عثمانیہ یونیورسٹی قایم ہوئی۔

خدا کا شکر ہے کہ تعلیم یافتہ کثرت سے ملک میں پھیل گئے بی۔ اے ایم اے کی کمی نہیں رہی سالار جنگ اعظم کے زمانہ میں لایق اور تعلیم یافتہ لوگوں کی تلاش ہوتی تھی اب کثرت کی وجہ سے ایک انار و صد بیمار کی مثال صادق آنے لگی ہمارے ملک کے ہندو مسلمان دونوں تعلیم پاکر مستحق ملازمت قرار پائے نواب عزیز یار جنگ بہادر نواب محمد نواز جنگ بہادر نواب رحیم یار جنگ بہادر ڈاکٹر محی الدین شریف صاحب رُوپ لال صاحب رائے ہری لال صاحب اور وینکٹ راما ریڈی صاحب اور پنگل وینکٹ راما ریڈی صاحب نے اپنے فرزندوں کو بھی ولایت بھیجا ان صاحبوں نے عرصہ تک ولایت میں رہ کر تعلیم پائی اور قابلیت کے ساتھ کامیاب ہوکر واپس آئے اور سرکاری عہدوں پر مامور ہوگئے خاندان شاہی کے چند اصحاب بھی ولایت گئے اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے یہ سمجھنا چاہیے کہ مبارک عہد عثمانی میں نواب سر سالار جنگ اعظم کے ارادوں کی تکمیل ہوی ان واقعات سے اب بھی مرحوم موصوف کی رُوح کو مسرت ہوتی ہوگی پہلے ہی بتا چکا ہوں اب بھی بتاتا ہوں کہ نواب سر بلند جنگ بہادر نواب ناظر یار جنگ بہادر بھی ولایت گئے اور تعلیم پاکر کامیابی کے ساتھ واپس آئے لیکن اس تعلیم اور سفر یورپ سے

ان کے مذہب پر کچھ اثر نہیں پڑا مذہب اسلام کی عظمت بدستور ان کے دلوں میں رہی خویش و اقارب سے بھی وہ متنفر نہیں پائے گئے اس کے علاوہ سفر حجاز کا شرف بھی ان صاحبوں نے حاصل کیا اور حاجی ہوگئے نواب ناظر یار جنگ کو تو مذہبی جلسوں کی صدارت قوم کی جانب سے ملنے لگی ہے اسی کو کامیاب زندگی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ پہلے پہل جن لوگوں نے یورپ کا سفر اختیار کیا اور تعلیم پائی بلاشبہ اُن کی قابلیت کا معیار بلند اور ممتاز رہا چند نام بطور نظیر پیش کئے جاتے ہیں ان کے کارناموں سے بھی اس کی تصدیق ہو جاتی ہے جیسے نواب نظامت جنگ بہادر نواب رفعت یار جنگ بہادر نواب حاکم الدولہ مرحوم نواب سعد جنگ مرحوم اس کا رازیہ ہے کہ ان صاحبوں نے عربی فارسی انگریزی کی تعلیم حیدرآباد ہی میں عمدہ طریقہ پر حاصل فرمائی تھی اور ان کی چال چلن پر اُن کے بزرگوں کی نگرانی بھی تھی اس لئے ہر اعتبار سے ان صاحبوں کی حالت بہت اچھی رہی اور ولایت کی تعلیم مفید ثابت ہوی ۔

بعض نوجوان ولایت میں جو خیالات ظاہر فرماتے تھے اور لکچر دیتے تھے اس سے ضرور اس بات کا پتہ چلتا تھا کہ وہ ملازمت کو غلامی سے تعبیر کرتے ہیں اور ہمیشہ آزاد پیشہ کے خواہاں ہیں لیکن معاملہ برعکس نظر آیا ۔

جب تعلیم سے فارغ ہوکر ان نوجوانوں نے اپنے وطن کا ارادہ کیا اور
ہندوستان کی سرزمین کی ان کو ہوا لگی تو خیالات میں بھی بیّن فرق آگیا
وطن پہنچتے ہی ملازمت کی خواہش پیدا ہوی تحصیلداری یا منصفی کے
خواہاں ہوئے ہرچند کہا گیا کہ مستقلانہ کوئی جگہ خالی نہیں ہے اور سینیر
امیدواران بکثرت موجود ہیں جواب ملا کہ سردست منصرمانہ تقرر
فرمالیا جائے اعلیٰ عہدہ داروں نے دیکھا کہ چھوٹی خدمتوں کی منصرمی
کے لئے ولایت کے تعلیم یافتہ آسانی سے مل رہے ہیں تو انھوں نے
درخواست منظور کرلی اور منصرمانہ ماموری کا حکم دیدیا اس تقرر سے
ایک جانب قدیم ولایق امیدواروں کی دل شکنی ہوی اور انھوں
نے شور مچایا کہ ہمارے مقابلہ میں ان کے لئے وجہ ترجیح کیا ہے دوسرے
جانب محکمہ کے اہل مقدمات و وکلاء میں اسباب کا چرچہ ہونے لگا
کہ صاب (صاحب) کو کام نہیں آتا نہ صاب کے اخلاق اچھے ہیں
غرض اس گفت وشنید میں منصرمی ختم ہوگئی اور خدا کا فضل ہوگیا
اور جہاں مستقلانہ تقرر ہوتا ہے وہاں دیکھ لیجئے کہ کیا گت بنی ہے
غضب یہ ہے کہ کالج سے نکلتے ہی سرکاری خدمت کی تلاش ہوتی
ہے حالانکہ جس فن کی تعلیم ہوی اُس صیغہ میں کم سے کم ایک سال
کارآموزی کرکے ثابت کردینا چاہئے کہ عمدگی سے کام کرنے کی صلاحیت

ان میں موجود ہے ایک زمانہ تھا کہ ملک کے شریف اور خاندانی و دولتمند اصحاب کے لڑکے ابتدائً عدالت ہائے بلدہ میں کار آموز بنائے جاتے تھے اور وہ عرصہ تک عدالت ہائے بلدہ میں بحیثیت آنریری جج و آنریری مجسٹریٹ کام کرکے اپنے کو جب فصل خصومات کا اہل ثابت کرتے تھے تو اس وقت محکمۂ مافوق کے عہدہ داران اس قسم کے کارآموزوں کی کارگزاری کا پنجسالہ تختہ طلب کرکے عدالت ہائے منصفی کے لئے ان کا انتخاب فرماتے اور سرکار سے منظور کراتے تھے تو یہ لوگ مامورہ مقام پر عمدگی سے کام کرکے رعایا میں نیک نام اور حکام بالا کے پاس قابل تحسین قرار پاتے تھے اس لئے ایسے لوگوں کے کام پر کسی کو نکتہ چینی اور حرف گیری کا موقع نہیں ملتا تھا

(۱) مولوی محمد اسد اللہ صاحب صدیقی ناظم صوبہ
(۲) مولوی غازی الدین احمد صاحب ناظم صوبہ
(۳) نواب رسول یار جنگ بہادر ناظم عطیات
(۴) مولوی سید نور الحسین صاحب ناظم عدالت ضلع
(۵) مولوی سید امین الحسن صاحب ناظم عدالت ضلع
(۶) مولوی میر حیدر علی خاں صاحب وظیفہ یاب ناظم۔
(۷) مولوی میر اصغر علی صاحب وظیفہ یاب ناظم۔

(۸) رائے روپ لال صاحب متوفی سابق وظیفہ یاب ناظم

(۹) رائے ہری لال صاحب وظیفہ یاب ناظم ضلع۔

یہ سب کے سب ابتداءً آنریری مجسٹریٹ یا آنریری جج تھے کارآموز

با اختیار ہونے سے قبل نواب رسول یار جنگ بہادر مولوی محمد یٰسین خان صاحب

رکن عدالت العالیہ کے اجلاس پر اور مولوی محمد اسد اللہ صاحب نے

نواب حاکم الدولہ مرحوم کے اجلاس پر کام سیکھا ہے بعد میں ان صاحبوں کو

اختیارات ملے خود نواب معین الدولہ بہادر نے اول تعلقدار صاحب ضلع نظام آباد کے اجلاس پر کام سیکھا ہے

جو لوگ کالج سے نکلتے ہی عہدوں پر پہنچ جاتے ہیں ان کے طریقۂ

عمل اور طرز کارروائی و بدخلقی سے مقامی رعایا و وکلاء و عمال کا ناک میں

دم آجاتا ہے لیکن جو لوگ سنجیدہ اور سمجھدار اور قابل ہوتے ہیں وہ مستثنیٰ

ہیں نواب نظامت جنگ بہادر ابتداءً ضلع پربھنی کے صدر منصف مقرر

ہوئے اور نواب جیون یار جنگ بہادر کا ضلع ناندیڑ کی صدر منصفی پر

تقرر عمل میں آیا تھا باوصف نئے ہونے کے ان صاحبوں کے اخلاق

و عادات سے لوگ خوش اور طرز تحریر و قابلیت کے معترف تھے بلکہ

بعض ماتحت عہدہ دار اُن کی رفتار پر چلنا چاہتے تھے لیکن جو لوگ

کالج سے نکلنے کے بعد کسی عہدہ پر مامور ہو جاتے اور اپنے کو سب سے

بہتر خیال کرتے ہیں ایسے لوگوں کا عمل قابل گرفت ہو جاتا ہے۔

(۱) ایک صاحب کا تقرر کسی ججی کی خدمت پر ہوا انھوں نے جائزہ لیا اور اجلاس پر تشریف فرما ہوے ایک وکیل صاحب نے عرضی دعوے پیش کرنے کا فخر حاصل کیا جج نے کہا کہ یہ کیا ہے وکیل صاحب نے کہا کہ یہ عرضی دعوے ہے جج نے فرمایا کہ کیا دعوے صحیح ہے وکیل صاحب نے کہا کہ میرے حد علم تک صحیح ہے جج نے فرمایا کہ کیا قابل ڈگری بھی ہے وکیل صاحب نے کہا کہ میرے حد علم تک قابل ڈگری ہے بشرطیکہ جملہ کارروائی قانونی ختم ہو جج نے ڈگری دیدی۔

(۲) ایک جج صاحب کے اجلاس پر مقدمہ پیش تھا اور اظہار ہو رہا تھا مظہر معمولی فہم و عقل کا آدمی تھا اور بوجہ ماہ صیام روزہ دار تھا جس جگہ کھڑا تھا اس نے وہیں تھوک دیا جج صاحب نے مظہر کو حکم دیا کہ فوراً تھوک چاٹ لے اور اپنے حکم کی تعمیل کرا کے چھوڑا۔

(۳) ایک مجسٹریٹ نے ناظر کو حکم دیا کہ رخصت کے تختہ جات مرتب کر کے فوراً پیش کریں ناظر نے عرض کیا کہ تختہ جات میں ابیات کے اندراج کی ضرورت ہے کہ سرکار اندرون ملک سفر کرنا چاہتے ہیں یا بیرون ملک مجسٹریٹ صاحب نے کہا کہ ہم سے کیوں دریافت کرتا ہے ہم جہنم کا سفر کرنا چاہتے ہیں ناظر نے تختہ جات مرتب کر کے اس میں وہی لکھدیا جو مجسٹریٹ نے فرمایا تھا جب تختہ جات پیش ہوے تو مجسٹریٹ نے

ناظر کو حکم دیا کہ پڑھ کر سنا دے ناظر نے پوری عبارت سنا دی مجسٹریٹ نے کہا کہ کیا لکھ مارا ہے ناظر نے عرض کی کہ فدوی نے اپنے طرف سے کوئی بات نہیں لکھی سرکار کے پورے الفاظ لکھے گئے مجسٹریٹ صاحب نے انگریزی میں گالی دی ناظر نے کہا کہ ہم جیسے غریب دیسی لوگ اس خطاب کے مستحق نہیں ہو سکتے بلکہ انگریزی کی بڑی ڈگری رکھنے والے عہدہ دار مستحق ہو سکتے ہیں۔

(۳) ایک جج صاحب کے پاس کہیں سے تار آیا انھوں نے سررشتہ دار کو حکم دیا کہ پڑھ کر سنا دے سررشتہ دار نے عرض کی کہ میں انگریزی سے ناواقف ہوں جج صاحب نے تار کا لفافہ لے لیا اور فرمایا کہ انگریزی نہ جاننے کی وجہ سے تم لوگ انگریزی جاننے والوں کے حلقہ میں ذلیل ہو سررشتہ دار نے جواب دیا کہ ہم دفتری اور ملکی زبان سے واقف ہیں جو لوگ دفتری اور ملکی زبان سے واقف ہو کر ہم پر حکومت کرنے آتے ہیں ہماری نظروں میں وہ بھی ذلیل ہیں خدا تعالیٰ جو دارین کے مصالح اور اسرار سے واقف ہے اس زبان میں کتاب نازل فرمائی اور اپنے پیغمبر کو مبعوث کیا جو زبان اس ملک اور اس قوم میں رائج تھی ارشاد ہوتا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ ترجمہ۔ اور ہم نے کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر اسکی قوم کی زبان میں۔

تعلیم تو سب پاتے اور عہدوں پر مامور ہوتے ہیں لیکن اکثر لوگ عہدہ سے

خود عزت پاتے ہیں اور بعض لوگ اپنی لیاقت اور مسلمہ قابلیت سے عہدوں کو خود عزت دیتے ہیں جیسے نواب نظامت جنگ بہادر نواب علی نواز جنگ بہادر مولوی فضل محمد خاں صاحب یا گذشتہ زمانہ میں جیسے مولوی محمد صدیق صاحب نواب عماد جنگ مرحوم و مولوی شیخ احمد حسین صاحب نواب رفعت یار جنگ مرحوم و مولوی مشتاق حسین صاحب نواب وقار الملک مرحوم۔

چونکہ انگریزی سلطنت نہایت وسیع اور نظم و نسق نہایت اچھا ہے اس لئے انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے بعد انگریزی تعلیم یافتہ اصحاب سمجھتے ہیں کہ بغیر انگریزی دانی کے کوئی شخص لایق نہیں ہوسکتا نہ ملک کے عہدوں پر مامور ہونے کی صلاحیت ان میں ہوتی ہے لیکن ہم ایسے اصحاب کی رائے سے متفق نہیں ہوسکتے ہندوستان میں صدہا سال مسلمانوں نے حکومت کی اور نہایت عروج پر اُن کی حکومت رہی مگر اس زمانہ میں کوئی شخص انگریزی نہیں جانتا تھا نہ قانون انگریزی کا رواج تھا بلکہ احکام شرعیہ ہی پر عمل ہوتا تھا خلفاء عباسیہ کا عہد معدلت عہد تو علوم و فنون کا مرکز تھا امام ابوحنیفہ کوفی رح امام فخر الدین رازی رح امام محمد غزالی رح شیخ محی الدین عربی رح جس پایہ کے علماء گزرے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہے دنیا کو ان اصحاب کے وجود سے فخر ہے لیکن ان میں کوئی بھی انگریزی داں

نتھے تعلیم تو سب پاتے ہیں لیکن دماغ بھی قابل چاہئیے بہت سے لوگ
باوصف انگریزی نہ جاننے کے سرکاری خدمات کے موزوں اور تصفیہ حقوق
کے لئے بہتر ثابت ہوئے ہیں بڑی بڑی ڈگریاں رکھنے والے ان کی گرد
کو نہیں پہنچ سکتے مولوی مشتاق حسین صاحب مرحوم مولوی محمد محی الدین خاں
خاں صاحب مرحوم مولوی میر افضل حسین صاحب مرحوم عجیب دل و دماغ
کے اصحاب تھے۔

مولوی میر افضل حسین صاحب خاصکر عدالتی کارروائیوں اور فصل خصومات
کے لئے موزونیت اور لاجواب دماغ رکھتے تھے مولوی محی الدین خاں صاحب
میں انتظامی کاموں کی خاص قابلیت تھی اور اُن کا رعب ایسا تھا کہ اُن کے
حدود حکومت میں کوئی شخص سرتابی یا سرکشی کی جرأت نہیں کرسکتا تھا۔
ان کے ماتحت تو مرعوب ہی تھے ان کے اعلیٰ افسر بھی بغیر کسی وجہ قوی کے
انتظامی معاملات میں ان کی تجویز سے اختلاف کرنا پسند نہیں کرتے تھے
اس کی شہادت صوبۂ اورنگ آباد کے باشندوں سے مل سکے گی مولوی
مشتاق حسین صاحب مرحوم نہایت مضبوط دل اور روشن خیال اور بڑے
محنتی حاکم تھے سرکاری کاموں سے خاص دلچسپی اور رعایا سے ان کو ہمدردی
تھی سرکار کے سچے خیر خواہ اور متدین عہدہ داروں کے حامی اور غیر متدینین
لوگوں کے مخالف تھے ان صفات کے علاوہ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور

بڑے خدا ترس اور خوش اخلاق تھے ایک انگریز عہدہ دار کی پیشی سے محض اس وجہ سے مستعفی ہوگئے کہ نماز سے ان کو وہ روکنے کا باعث ہوتا تھا مطلب یہ ہے کہ انگریزی غیر انگریزی سے بحث نہیں ہے دل کی مضبوطی اور دماغی قابلیت ایک دوسرا ہی جوہر ہے یک من علم را دہ من عقل باید کا مصداق چاہیئے جیسے مولوی نذیر احمد مرحوم دہلوی اور مسٹر محمود مرحوم خدا جھوٹ نہ بلوائے بعض اصحاب کے پاس کامیابی امتحان کے کثیر ڈگریاں ہیں لیکن قوت فیصلہ مفقود اس لئے باوصف کامیابی امتحانات کے وہ قابل تعریف فیصلہ صادر نہیں کر سکتے کیونکہ وہ لوگ دہ من علم اور ایک من عقل کے مصداق ہیں ہیں دوا فروش یا عطار کے پاس ادویات کا کافی ذخیرہ رہتا ہے لیکن وہ نبض شناسی سے مرض کی تشخیص کر کے ادویات کا استعمال نہیں کرا سکتا بخلاف طبیب کے کہ وہ بلحاظ مرض مشخصہ کے ادویات تجویز کرتا ہے اسی طرح جس کے پاس کثیر ڈگریاں ہوں اور قوت فیصلہ نہو وہ بمنزلہ عطار کے ہے علم کے ساتھ جس میں قوت فیصلہ بھی ہو بمنزلہ طبیب کے ہے ایسے ہی قابل لوگوں کی ملک کو ضرورت ہے۔

مولوی محمد حبیب الدین صاحب مرحوم و مولوی عزیز مرزا صاحب مرحوم اگرچہ ولایت کے تعلیم یافتہ نہ تھے لیکن بڑے ذہین اور طباع اور اپنے فرائض عمدگی سے انجام دیتے تھے۔

مولوی سیّد نورالضیاء الدین صاحب نواب ضیا یار جنگ بہادر
اور مولوی غلام اکبر خاں صاحب نواب اکبر یار جنگ بہادر کو کسی ایسے
ایم، اے بیرسٹر سے جو تازہ وارد ہو اور جس کا دماغ ولایت کی ہوا سے
ابھی تازہ ہو مقابلہ کرا کے دیکھی کہ وہ فیصلہ اچھا لکھتا ہے یا ہر دو نواب
صاحبوں کی فیصلہ نگاری قابل تعریف ہوتی ہے یا چند نام ولایت کے
تعلیم یافتہ لوگوں کے ایسے تبلائے جاتے ہیں جو کہن مشق بھی ہیں ان
ہی سے نواب صاحبان مذکور الصّدر کا مقابلہ کر کے لیاقت و قابلیت کا
موازنہ فرمالیجئے یہاں یہ مسئلہ اس وجہ سے پیش کیا گیا ہے کہ ولایت کی تعلیم کی
جو خوش اعتقادی نوجوانوں کے دل میں جمی ہوی ہے وہ زائل ہو جائے
اور باوصف اس کمزوری کے ان لوگوں کے دماغ میں انا ولا غیری
کی ہوا جو بھری ہوی ہے وہ جاتی رہے اور اصلیت کا انکشاف ہو مذہبی
تعلیم انسان کو تواضع و ایثار کا سبق پڑھاتی ہے اس لئے مذہبی تعلیم یافتہ
شخص میں غرور و مشیخت و خود سری آنے نہیں پاتی وہ جانتے ہیں کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خادمین اور غلاموں کے ساتھ بھی مساوات کا برتاو
فرماتے تھے خادمین سے اگر کام لیتے تھے تو خادمین کا کام بھی آپ کر دیا
کرتے تھے اور اپنے ساتھ غلاموں کو لیکر کھانا کھاتے تھے یہ واقعہ تمام
تاریخ کی کتابوں سے واضح ہو گا کہ بیت المقدس کی فتح کے موقع پر حضرت عمر

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحیثیت خلیفہ (بادشاہ) کے جب وہاں داخل ہوئے تو غلام اونٹ پر سوار تھا اور نکیل لئے ہوئے آپ پیادہ ساتھ تھے لوگوں نے عمدہ لباس اور گھوڑا پیش کیا آپ نے فرمایا کہ ہم کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے اسلام ہی سے ہم کو عزت ہے اسی لئے کہتے ہیں کہ مذہبی تعلیم ختم ہونے کے بعد جہاں چاہے جائیں ورنہ بلاشبہ انسان لغزش میں آسکتا ہے۔

جن صاحبوں نے ولایت کی تعلیم پائی اور فی نفسہ اپنے فن میں ماہر وحاذق ہیں اور ان کی اخلاقی حالت بھی اچھی ہے تو ایسے اصحاب پر کوئی نکتہ چینی نہیں کرتا بلکہ دل سے ان کی قابلیت کا اعتراف کرتا ہے جیسے ڈاکٹر مولوی خواجہ محمد معین الدین صاحب وڈاکٹر مولوی محمد عبد الرحیم صاحب ہیں یا طبقہ وکلاء میں ہندوستان ہی کے تعلیم یافتہ مولوی عزیز حسن صاحب اور میر احمد شریف صاحب۔ میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ سوائے پڑھنے پڑھانے اور سبق یاد کرنے کے آپ کسی بُری صحبت میں نہ جائیے نواب رفعت یار جنگ بہادر جبکہ ولایت میں زیر تعلیم تھے پڑھنے پڑھانے سے جب کبھی فرصت ملتی تھی تو نواب صاحب مذہبی جلسوں میں ضرور شریک ہوتے اور اختلاف مذاہب کے وجوہ دریافت فرماتے لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے مذہب کا احترام فرماتے تھے اگر کسی نے مذہب اسلام پر حملہ کیا تو آپ معقول جواب سے اس کو ساکت کرتے تھے یہی صفت نواب ناظر یار جنگ

میں بھی ہے امیر نصر اللہ خاں نے جب ولایت کا سفر اختیار فرمایا تھا تو مہمان کی حیثیت سے ان کی وہاں بڑی خاطرداری اور تواضع ہوئی اور خوب دعوتیں اور جلسے ہوتے رہے ایک ڈنر میں وہاں کے اصول کے بموجب ایک نامور اور خاندانی لیڈی بال میں ان کے ساتھ دی گئی لیکن انھوں نے اپنے مذہبی احکام کے لحاظ سے غیر عورت کے ساتھ کھیلنے اور ہاتھ میں ہاتھ ملانے سے قطعاً انکار کر دیا حالانکہ اُس وقت وہ نوجوان تھے مگر امیر صاحب نے مذہبی احکام کی وقعت فرمائی اور اپنے کو سچا مسلمان ثابت کیا۔

سید جلال الدین میں بیحد ممنون ہوں انشاءاللہ تعالیٰ آپ کے مفید نصائح اور قیمتی مشورہ پر ضرور کاربند رہوں گا۔

محمد شمس الدین بات یہ ہے کہ جو لوگ اپنے ساتھ احسان کرتے ہیں ان کا احسان ماننا اور منت شناس ہونا شرفا ہی کا کام ہے سب سے بڑھ کر خدا کا شکر گزار ہونا چاہیئے کیونکہ وہ ہمارا خالق ہے اُسی نے ہم کو دنیا میں بھیجا اور اپنی نعمتوں سے مالامال کیا اور پھر ہم کو اُسی سے ساتھ پڑھنے والا ہے یورپ، امریکہ، افریقہ، ایشیا، بر و بحر سب اس کے قبضہ میں ہے اگر وہ ہم سے اپنی ہزارہا نعمتوں میں سے صرف سماعت بصارت دو نعمتیں چھین لے تو ہمارا وجود محض بیکار اور کالعدم ہو جاتا ہے

اس کے بعد والدین کا شکریہ ادا کرنا لازم ہے لڑکا کیسا ہی عالم اور دولتمند ہو اور باپ کیسا ہی جاہل اور مفلس ہو لڑکا اطاعت و فرماں برداری کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتا آپ کے ماموصاحبوں کو آپ کی تعلیم سے خاص دلچسپی ہے اور ہر طرح سے امداد کے لئے وہ تیار رہتے ہیں اس لئے آپ کو ان کا ممنون رہنا چاہئے۔ آپ پر لازم ہے کہ اپنی صحت و عافیت سے اپنے والدین اور ماموصاحبوں کو مسرور و مطمئن فرماتے رہیں ہر دو ہفتہ کے بعد ضرور ایک خط لکھا کیجے اب تو لندن میں بلحاظ مردم شماری کے پچپن ہزار مسلمان موجود ہیں جن میں کمی زیادتی ہوتی رہتی ہے ان میں جو مسلمان راسخ العقیدت ہیں ان سے ضرور ملئے ہمارے دوست مولوی سید کلیم اللہ صاحب سے ضرور ملاقات فرمائیے وہ نہایت اچھے اور دیندار شخص ہیں ۲/ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ کو یہاں سے بغرض امتحان پی، ایچ، ڈی لندن روانہ ہوئے ہیں۔

جو مسلمان یورپ جاتے ہیں اگر ان کو اپنے مذہبی حالات سے کما ینبغی واقفیت ہو تو ان کو لازم ہے کہ وہ تبلیغی کام کریں اگر کسی وجہ سے نکر سکتے ہوں تو اپنے آپ کو سنبھال لیں یعنے عیسائیوں کی تقلید نکریں اور عیسائی نہ بنجائیں ہر ملک کا ایک قانون ہوتا ہے لندن فرانس، جرمن، روس، ہندوستان، ان سب ملکوں کے

قوانین جدا جدا ہیں ہر ملک کے قانون کی پابندی وہاں کی رعایا پر لازم ہوتی ہے خلاف ورزی کی صورت میں جرمانہ، سزائے تازیانہ قید، اضبطی جائداد، قتل تک کی سزا دیجاتی ہے۔ قرآن شریف خدائی قانون ہے ہر مسلمان پر اس کی پابندی فرض ہے قرآن شریف میں سب سے زیادہ نماز اور والدین کی اطاعت کا تاکیدی حکم ہے پس جو مسلمان نماز نہ پڑھتے ہوں اور اپنے والدین کا حکم نہ مانتے اور ان کو ناراض کرتے ہوں تو آپ ہی فیصلہ کیجے کہ ان کے حق میں کیا حکم دیا جا سکتا ہے ؎

بے عذر چھوڑ دیتے ہیں صوم و صلوٰۃ کو
روز حساب اور محشر کا ڈر نہیں

ترک صلوٰۃ کفر ہے رکھ یاد اے غفور
فرمان مصطفیٰ کی تجھے کیا خبر نہیں

خوش اعتقاد مرید اپنے مرشد کا جس قدر ادب کرتا ہو اسی قدر والدین کا ادب اولاد کو کرنا چاہیئے۔

یہ بات ہم نے حضرت زرد علی شاہ صاحب مرحوم کے صاحبزادوں میں دیکھی کبھی انھوں نے والدین کو ناراض نہیں کیا۔ ہمیشہ فرماں بردار رہے

آپ تعطیلات میں ضرور جرمن، فرانس جائیے اور خدا کی قدرتوں کا مشاہدہ کیجئے لیکن وہاں کی فحش باتوں کو دل میں جگہ نہ دیجئے نماز پڑھا کیجئے نماز کے لئے کوئی چیز مانع نہیں ہے۔ لارڈ ہیڈلے

(مسٹر فاروق) سے ضرور ملئے ان کا لکچر قریب میں آپ کو سناؤں گا دیکھئے کہ انھوں نے مذہب اسلام کی سہولتوں کا کس قدر عمدہ پیرایہ میں اظہار کیا ہے مسجد کے لئے جو جگہ لندن میں منتخب ہوی ہے اس کو بھی دیکھ لیجے۔ ربیع المنور میں وہاں بھی میلاد النبی کا جلسہ ہوتا ہے آپ بھی ضرور اس میں حصہ لیجے۔

انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ بات دیکھی گئی ہے کہ خود تو ملازمت کے دائرہ میں نہایت شوق سے داخل ہوتے اور معقول تنخواہ پاتے ہیں لیکن دوسروں کو ہدایت فرماتے ہیں کہ ملازمت کا دائرہ نہایت تنگ ہے اس لئے قومی کاموں میں حصہ لینا اور صنعت و حرفت سے دلچسپی لے کر قوم کو نفع پہنچانا چاہئے سامعین جواب دیتے ہیں:۔

اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ

ترک دنیا بہ مردم آموزند خویشتن سیم و غلہ اندوزند

قوم کو بتانے کیلئے کوئی ایسا مرد میدان نظر نہیں آتا ہے جو سرکاری ملازمت ترک کرکے کوئی جائز پیشہ اختیار کرے اور قوم کو نفع پہنچائے ولایت میں جانے کے بعد مسلمانوں کا سوٹ میں رہنا ضروری نہیں ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ایسا لباس اختیار کریں کہ جس کے دیکھنے کے بعد غیر ملک اور غیر ملت و مذہب کا آدمی ان کو مسلمان سمجھ جائے ایسے لباس سے احتراز کریں کہ جس کے پہننے سے لوگ غیر مذہب کا آدمی سمجھیں ہمارے ملک کے

اعلیٰ عہدہ داروں میں شیخ الاسلام نواب صدر یار جنگ بہادر صدر الصدور کا اور علماء میں مولوی سید محمدؐ بادشاہ صاحب و مولوی محمد حسام الدین صاحب فاضل کا کیسا مہذب لباس ہے کہ جس کے دیکھنے کے بعد بغیر کسی تعارف کے ہر ملک اور قوم کا آدمی آپ لوگوں کو مسلمان سمجھ لیگا اور آپ لوگوں کی تقریر اور وعظ بھی ایسا مدلل ہوتا ہے کہ انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں کے قلوب بھی متاثر ہو جاتے ہیں بہر حال صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے بری صحبت کا اثر فوراً ہو جاتا ہے اور اچھی صحبت کے اثر کے لیئے عرصہ درکار ہوتا ہے اسوقت عہدہ داروں میں نواب فخر یار جنگ بہادر بھی بہترین اصحاب سے ہیں سفر عرب میں لوگوں نے تجربہ کر کے آپ کے اخلاق کی تعریف کی ہے آپ سچے اور پکے مسلمان ثابت ہوئے ہیں اور آپ کے دل میں ضرور خدا کا خوف ہے۔

سیّد جلال الدین میں معافی چاہنے کے بعد عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے بہت سے عہدہ داروں کے اسماء ظاہر فرمائے ہیں لیکن کن اصول پر ان اصحاب کا انتخاب اچھے لوگوں میں ہوتا ہے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

محمد شمس الدین جن لوگوں میں سرکاری خدمت عمدگی سے انجام دینے کی لیاقت ہو اور متدین و محنتی اور خیر خواہ سرکار بھی ہوں بس

یہی میرے اصُول ہیں۔
آپ نے میرے اکثر رسالوں میں دیکھا ہوگا کہ نواب عماد جنگ اول اور مولوی مشتاق حسین صاحب مرحوم کے کارناموں کا ہمیشہ اعادہ ہوتا رہا ہے اس لئے کہ ان کے کارناموں سے مجھ کو بیحد مسرت ہوتی ہے چونکہ ان دونوں صاحبوں میں کام کرنے کی خاص قابلیت تھی اور متدین وکارگزار لوگوں کے حامی اور طرفدار تھے لہٰذا ان کے متعلقہ سررشتوں میں کوئی غیر متدین نظر نہیں آتا تھا۔ اسی بنیاد پر اصحاب ذیل کے کارناموں اور طریقہ کارگزاری کی لوگوں کے قلوب میں بڑی وقعت تھی اور وہ دفتر بڑا موقر سمجھا جاتا تھا جہاں یہ حضرات کار فرما تھے۔

(۱) نواب عماد جنگ بہادر معتمد اور ان کے مددگار مولوی عزیز مرزا صاحب
(۲) نواب وقار الملک بہادر معتمد اور ان کے مددگار نواب عزیز جنگ بہادر۔
(۳) مولوی میر افضل حسین صاحب میر مجلس اور وہاں کے معتمد مولوی سید پادشاہ حسن صاحب۔
(۴) مولوی محمد محی الدین خاں صاحب ناظم صوبہ اور وہاں کے منتظم مولوی میر احمد شریف صاحب۔
(۵) مولوی محمد زماں خاں صاحب سابق ناظم اول عدالت فوجداری بلدہ
خدا کا فضل ہے کہ سررشتہ تعلیمات کی صدارت پر نواب بہادر مولوی

فضل محمد خاں صاحب کا تقرر عمل ہیں آیا حقیقت یہ ہے کہ اس تقرر پر ملک قابل مبارک باد ہے آپ نے اپنے دورہ کے کیسے بہتر اصول قایم فرمائے ہیں۔ بقول مولانا نظامی گنجوی کے ؎

سکندر کہ با شرقیاں حرب داشت　　　　در خیمہ گویند در غرب داشت

یا دوسرے موقع پر ؎

چپ آوازہ افگند واز راست شد

اچانک مقام تنقیح پر پہنچ جاتے ہیں اور اصلی حالت پر مدارس اور مدرسین اور طلبا، و دفتر کو دیکھنا چاہتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غافل لوگ بیدار ہو جاتے ہیں آپ نہ ڈنر قبول فرماتے ہیں نہ اٹ ہوم نہ ٹی پارٹی ایسے عہدہ داروں کی ملک کو شدید ضرورت ہے ایک زمانہ تھا کہ عہدہ دار و عمال دونوں اُسی مقررہ تنخواہ پر عرصہ دراز تک مامور و متعین رہتے تھے سال ہائے سال تک ان کی ترقی کا نام نہیں آتا تھا لیکن وہ لوگ موجودہ تنخواہ ہی پر قانع و صابر رہتے تھے نواب سر سالار جنگ اعظم کے عہد وزارت کے آخر حصہ میں مولوی مشتاق حسین صاحب نے ترقی و اضافہ کے مسئلہ کو سرکار میں پیش کیا اور توجہ دلائی اور بالآخر نواب صاحب نے ترقی و اضافہ کے مسئلہ کو منظور فرما لیا صیغۂ عدالت کے عہدہ داروں کو ڈبل ترقی ہوئی ایک درجہ کی ترقی تو عام تھی

دوسرے درجہ کی ترقی کے لئے کارگزاری و دیانت مشروط تھی اس کا
تصفیہ قابل اطمینان عہدہ داروں کی سفارش اور خود نواب صاحب
کے علم سے ہوا کیونکہ نواب صاحب ہر ایک عہدہ دار کی لیاقت و چال چلن
سے خوب واقف تھے اور ہمیشہ نواب صاحب لیاقت پر دیانت کو
ترجیح دیتے تھے اور جس میں دونو صفات ہوں تو اُس شخص کو نواب صاحب
بہت عزیز رکھتے تھے۔

یہ بات مبارک عہد عثمانی ہی میں دیکھی جارہی ہے کہ لوگ بہت
جلد جلد ترقی کر کے معقول تنخواہ کی معیار پر پہنچ جاتے ہیں جن لوگوں کو
ساٹھ ستر کی خدمت کی تمنا تھی آج وہ لوگ تین چار سو رُوپیہ تنخواہ پا رہے
ہیں اور جن کو دو سو روپیہ تنخواہ پانے کی آرزو تھی آج وہ ہزار بارہ سو
روپیہ تنخواہ یاب ہیں۔ جو لوگ پانچ سو روپیہ کی جائداد کے لئے ساعی
تھے اتفاقاً اس وقت ان کی سعی کام نہ دی پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ
ایک ہزار روپیہ تنخواہ پر مامور ہوگئے۔ بہر حال بڑی مسرت اور کامیابی
کا زمانہ ہے لوگ اپنی حیثیت سے زیادہ کما رہے ہیں۔ لیکن بہت کم
لوگ ہیں جو خدائے تعالیٰ اور اپنے بادشاہ کے شکر گزار ہوں وہ یہ سمجھے
ہوئے ہیں کہ انھوں نے جو ترقی کی اور کامیابی حاصل کی ہے وہ محض
اپنی قابلیت اور لیاقت کی وجہ سے حاصل کی جس طرح قارون نے

کہا تھا کہ یہ دولت میری لیاقت کی وجہ سے حاصل ہوی ہے جن لوگوں کا ایسا دعوی ہے یا اُن کے دل میں اس قسم کا خطرہ گذرتا ہے اس کے متعلق ہمارا جواب یہ ہے کہ جو تنخواہ ہمارے سرکار سے ان کو ملتی ہے اس کی نصف تنخواہ برٹش انڈیا کے کسی محکمہ یا دفتر سے بر بنا، اپنی لیاقت کے حاصل کریں تو یہ سمجھا جائے گا کہ بلا شبہ بڑے بہادر اور قابل شخص ہیں

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی　　منت شناس ازو کہ بخدمت بداشت ست

زمانہ سابقہ کے لوگوں کے آمدنی و تنخواہ میں برکت تھی ایک سو روپیہ تنخواہ پانیوالا سواری رکھ کر مع عیال و اطفال کے خوش حال رہتا تھا ہمارے زمانہ کی حالت یہ ہے کہ سو روپیہ تنخواہ پانے والا اور دو ہزار روپیہ ماہوار یاب دونوں مقروض و پریشان اور کوشش کیجاتی ہے کہ کسی طرح اضافہ اور ترقی ہو عدم امکان کی صورت میں کم سے کم خرچہ سواری یا الونس وکرایہ مکان جاری ہو یا خریدی موٹر کے لئے معقول قرضہ سرکار سے ملے۔ بہر حال تنخواہ کافی نہیں ہے یہ بات بھی مشاہدہ میں آرہی ہے کہ جب پچپن سال کی عمر پر پہنچ جاتے ہیں تو توسیع ملازمت کی فکر کی جاتی ہے اور عمر بھر ملازمت میں رہنا چاہتے ہیں جب توسیع نامنظور اور وظیفہ پر علیحدگی عمل میں آجاتی ہے تو مصنوعی دانت اور سیاہ خضاب سے اپنے کو جوان ثابت کرکے غیر سرکاری علاقہ میں مامور ہو کر

دوسروں کے حقوق کو پامال کرتے ہیں اس قسم کے سال خوردہ اور پیرکہن اصحاب کی ماموری سے نوجوان اور تعلیم یافتہ اشخاص اپنے حق میں سخت ظلم اور عذاب الیم سمجھتے ہیں وہ اصحاب بلاشبہ مستثنیٰ ہیں جو خاص صفات کی وجہ سے منجانب سرکار منتخب ہوں جو لوگ جز معاش اور کثیر اخراجات ہوں اُن سے بحث نہیں ہے وہ ضرور مستحق رعایت ہیں افسوس ان لوگوں پر ہے جن کو معقول وظیفہ ملنے پر بھی وظیفہ پر قانع نہیں ہوتے اور فکر معیشت میں پریشان و سرگردان۔

ایک صاحب بی، اے بیرسٹر تھے ہندوستان میں آنے کے بعد انھوں نے عربی شروع کی تین سال کی محنت میں مولوی فاضل کے امتحان میں شریک ہوکر سند کامیابی حاصل کی مجھے امید ہے کہ آپ بھی ولایت کی تعلیم ختم کرنے کے بعد عربی شروع کرکے کسی امتحان کی تیاری کریں گے میں ابھی سے مشورہ دیتا ہوں کہ مولوی محمد حسام الدین صاحب فاضل اس کام کے لئے نہایت موزوں ہیں آپ دیکھ لیں گے کہ ولایت کی تعلیم کے تین سال کے خیالات کو مولوی صاحب موصوف ایک مہینے میں بدل دیں گے اور آپ کو خداترس بنا کر چھوڑیں گے۔

میں نے آپ کا بہت سا وقت ضائع کیا معافی چاہتا ہوں خدا حافظ ہے تشریف لیجائیے فَاللّٰہُ خَیرٌ حَافِظاً وَّھُوَ اَرحَمُ الرّٰحِمِینَ کل

انشاء اللہ تعالیٰ ریلوے اسٹیشن پر حاضر ہوں گا۔

سیّد جلال الدین آپ کے بے غرض اور نتیجہ خیز مشورہ کا دل سے قدرداں ہوں جن کو کسی سے محبت ہوتی ہے تو وہ ایسے ہی پند و نصائح سے لوگوں کو آگاہ کرتے ہیں ظاہر ہے کہ اس میں آپ کا کچھ نفع نہیں ہے صرف ؏ بر رسولاں بلاغ باشد وبس۔ پر آپ عمل فرماتے ہیں دوسرے دن ٹھیک آٹھ بجے صبح کے شمس الدین اسٹیشن پر پہنچا دیکھا کہ قریب و بعید کے بہت سے لوگ موجود ہیں کثرت سے پھولوں کے ہار پہنائے گئے اور تین دفعہ فوٹو لیا گیا اسی دن میر دوست علی خاں صاحب خلف نواب حسام یار جنگ بہادر اور رائے تیجرائے صاحب سابق میر مجلس پائیگاہ کے فرزند بھی بغرض تعلیم ولایت روانہ ہوئے۔ سید جلال الدین صاحب اپنے اقرباء اور احباب سے ملتے ہوئے اپنے والد سے مصافحہ و معانقہ کے بعد قدمبوس ہوئے اس کے بعد شمس الدین سے ملنے آئے۔

محمد شمس الدین نے ضامنی باندھتے ہوئے کہا آپ کا یہ فعل نہایت پسندیدہ اور قابل تحسین ہے کہ آپ نے کثیر مجمع میں اپنے والد کے قدموں کو چوما خدا کرے کہ مع الخیر واپس آنے کے بعد بھی آپ کے یہ خیالات باقی رہیں اب میں ایک چھوٹی سی نظم سنا کر خدا حافظ کہتا ہوں۔

نظم

یہ آرزو ہے کہ دنیا میں شاد کام رہو
دعا یہ ہے کہ زمانے میں نیک نام رہو

سنو کہ خواہش اول یہی ہو ہم سب کی
وہاں بھی تم کو ہے قدر اپنے مذہب کی

مگر برا نہ سمجھنا کسی کے مذہب کو
ہمیشہ چشم محبت سے دیکھنا سب کو

اکیلے جاتے ہو پردیس میں خدا حافظ
جہاں مقام ہو پردیس میں خدا حافظ

دیگر

تا بمقدور نظر سوئے حسیناں نکنی
ہاں خبردار خیال رخ ایشاں نکنی

دوری صحبت نا اہل مفاد کلی ست
تکیہ بر نوک سر خار مغیلاں نکنی

چونکہ اب ریل آچکی ہے اس لئے لارڈ ہیڈلے کے لکچر سنانے کا موقع نہیں ہے وہ میرے پاس لکھا ہوا موجود ہے میں آپ کے سپرد کرتا ہوں ہمارے محترم دوست مولوی سید احمد صاحب قادری نواب احمد یار جنگ نے جو دعا آپ کو دی ہے کہ آپ بعد تعلیم کے مع الخیر سلامتی مذہب کے ساتھ واپس آئیں اس پر میں آمین کہتا ہوں خدا حافظ۔

خلاصہ لکچر مسٹر فاروق (لارڈ ہیڈلے)

اس حقیقت سے انکار نہیں ہوسکتا کہ لوگ عموماً اُس چیز سے دلچسپی لیتے ہیں جو اُن کے حواس ظاہری کی مسرت کا سامان بہم پہنچاتی ہے اور مسیحی کلیسا کی قدیم ترین شاخ کی کامیابی کا راز بھی اس امر میں مضمر ہے کہ گرجوں میں عمدہ تصاویر اور نفیس مجسمے اور دلنواز نغمے اعلیٰ خوشبویات جیسے حسین لڑکے عمدہ پوشاک پہنے ہوے ہر چہار طرف لئے ہوے پھرتے اور مغرب کی گیت گایا کرتے تھے مغرب میں شاید ہی کوئی شخص ایسا ہوگا جو اِن دلچسپیوں سے متاثر نہو کوئی تعجب نہیں اگر کیتھولک گرجے نسبتاً زیادہ معمور نظر آتے ہیں کیوں کہ ان میں سامان دلچسپی زیادہ ہوتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ بالمقابل اسلام میں صورتِ حال کیا ہے مسلمان کی ساری ضروریات صرف ایک جانماز سے پوری ہوجاتی ہے جس پر وہ کھڑا ہوتا ہے رکوع اور سجود کرتا ہے اس کی ساری توجہ اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا میں جذب ہوجاتی ہے یا سورۂ فاتحہ کی خوبیاں ایسے محو کردیتی ہیں اگر یہ آسانی سے نہ مل سکے تو نماز کے لئے جانماز کی بھی ضرورت نہیں اور اس کے نہ ہونے سے مسلمان کی نماز اور توجہ میں کوئی فرق نہیں پڑسکتا کیونکہ وہ جملہ انسانی امداد سے بالاتر ہے اور سوائے خدا کے

کسی شئے سے متاثر نہیں ہو سکتا تمام مسلمان جو مساجد میں آتے ہیں وہ نہ تو نغموں کے لئے آتے ہیں نہ تصاویر کے لئے بلکہ صرف وحدہٗ لاشریک خدا کی عبادت کے لئے۔

جو بات مجھے مساجد کی نماز باجماعت میں نہایت ہی عمدہ معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ ہماری دعاؤں میں خاص مہربانیوں یا رعایات کا مذکور نہیں ہے بلکہ ہر مسلم اس احساس میں محو ہو جاتا ہے کہ خدا اس کے ساتھ ہے اور اس کی دعاؤں کو سنتا ہے اور اسی لئے میرا خیال ہے کہ بہت سے لوگ در باطن عقائد مسیحی سے تسلی نہیں پا سکتے اور اگر وہ اسلام جیسے سیدھے سادھے مذہب میں شامل ہو جاویں تو انھیں بیحد مسرت ہو گی۔ (صحیفہ روزانہ ۲۸ ربیع المنور ۱۳۴۷ھ)

برے عقیدوں سے آپ اپنے کو محفوظ رکھیں ہر طرف دین اسلام کے ڈاکو پیدا ہوئے ہیں وہ ہم سے ہمارے دین کو چھین کر ہم کو برباد کرنا چاہتے ہیں حال میں مذہبی رونڈ ٹیبل کانفرنس کا انعقاد ہوا تھا تمام فرقہائے مذہبی مسلمان، ہندو، یہودی، زرتشتی، نصرانی کو تبادلہ خیالات مذہبی کی غرض سے دعوت عام دیجا رہی تھی اس کے قبل بھی اسی قسم کی ایک کانفرنس منعقد ہوی اس کانفرنس میں ایسے لوگ بھی اظہار خیال کے لئے آئے تھے جنھوں نے بیان کیا کہ خدا کی

دنیا کو کوئی ضرورت نہیں ہے ایک خاص عادت و طریقہ پر دنیا چل رہی ہے نعوذ باللہ ہمارا جواب یہ ہے کہ ملک کے لئے کسی بادشاہ کی بھی ضرورت نہیں ہے نہ توالد تناسل کے لئے والدین کی ضرورت ہے، نہ عورت کو کسی شوہر کے پابند رہنے کی ضرورت ہے یہ خدا کے رحم و کرم کا سبب ہے کہ مخلوق کو خالق کے وجود سے انکار کرنے کی جرأت ہوگئی ہے یہ سب خوشحالی کے زمانہ کے باتیں ہیں یاد رکھو کہ جب ایسے لوگ کسی سخت درد جسمانی میں مبتلا ہوتے یا کسی مہلک مرض میں پھنس جاتے ہیں تو بے ساختہ خدا سے مدد چاہتے اور اس کو پکارتے ہیں خدا بھی ایسا کریم و رحیم ہے کہ ساری گستاخیوں سے درگزر فرماکر اس کے لئے مشکل کشا بن جاتا ہے بات یہ ہے کہ مذہبی تعلیم نہ پانے اور صرف انگریزی پڑھ لینے سے ایسے لغو خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں تمام پیغمبروں کے معجزے اُن کے انتقال کے ساتھ ہی ختم ہوگئے۔ بخلاف ہمارے پیغمبر کے معجزوں کے کہ وہ قیامت تک باقی ہیں قرآن شریف خدا کا کلام ہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ ہے سب جانتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے اور عرب میں فصاحت و بلاغت کا دعویٰ تھا جب اہل عرب نے قرآن کے آیتوں کو دیکھا اور سنا تو غایت تعجب سے یہ کہدیا کہ یہ انسان کا کلام

نہیں ہے اہل عرب سے بالاعلان کہا گیا کہ اس کے مثل کوئی قرآن
پیش کرو یا کم سے کم ایک سورہ ہی بناؤ لیکن آج تک کسی نے
اس دعوے کو توڑ نہ سکا بعض لوگ محض اس خیال سے کہ قرآن کی
تردید لکھیں۔ عربی پڑھنا شروع کیا اور بالآخر عربی میں مہارت تامہ اور
لیاقت مسلّمہ انھوں نے حاصل کی اس کے بعد بجائے اس کے کہ تردید
لکھتے قرآن شریف کی بلاغتِ کلام و فصاحت بیانی پر فریفتہ ہو گئے
اور آخر کار صداقتِ اسلام کے قائل ہو کر اسلام سے مشرف ہو گئے
یورپ کا ایک نامور مورّخ انگریز مسٹر راڈویل لکھتا ہے یورپ میں قرآن مجید
اپنی اصلی دلربا اور رُوح افزا صورت میں نہیں پہنچا اور نہ کسی زبان یا انسان
میں یہ طاقت ہے کہ ترجمہ میں قرآن مجید کی اصلی عظمت و شان کو ظاہر کر سکے

یہ تو غیر مذہب کے قابل اور فاضل اصحاب کا بیان ہے لیکن جو
مسلمان اپنی مذہبی کتابوں سے ناآشنا ہے ان کو ان باتوں کی خبر کیا

مخلوق کی پرورش کرنا درحقیقت خالق کا کام ہے۔ خالق تو دنیا
میں کھلم کھلا آ نہیں سکتا مگر جو محبت خدا کو مخلوق کے ساتھ ہے اس میں
سے قلیل حصہ خدا نے والدین کو دیا ہے تاکہ وہ اولاد کی پرورش سے
دلچسپی لیں۔ یہی سبب ہے کہ والدین کو اپنی اولاد سے ایک خاص اور
بے غرض محبت رہتی ہے کوئی شخص اپنے سے بڑھ کر کسی دوسرے کو اچھی

حالت میں دیکھنا نہیں چاہتا لیکن والدین ضرور اپنے سے بہتر اولاد کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

والدین کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ اُن کی حیات ہی میں اولاد تعلیم پاکر لایق بن جاے اور کوئی سرکاری عہدہ یا ملازمت اس کو مل جاے لیکن ایسا موقع لوگوں کو بہت کم ملتا ہے ہمارے خیال میں جن خوش نصیب اصحاب کو یہ موقع حاصل ہوا ہے وہ حسب ذیل اصحاب ہیں

(۱) نواب افسر الملک بہادر

(۲) نواب سرور الملک بہادر

(۳) نواب عماد الملک مرحوم

(۴) نواب عزیز جنگ مرحوم

(۵) رائے مرلیدھر صاحب فتح نواز ونت آنجہانی۔

ان حضرات کے فرزندوں پر نظر کرنے سے ظاہر ہوگا کہ سب کے سب تعلیم یافتہ اور سرکاری عہدوں پر مامور اور بالطبع نیک بھی ہیں۔

جن اصحاب میں راستبازی و کارگزاری کا جوہر ہوتا ہے جی چاہتا ہے کہ ان حضرات کے کارنامے پبلک کے سامنے پیش کئے جاویں تاکہ دوسرے اصحاب سبق حاصل کریں اور اُن کے مقلد بن جائیں ہمارے ملک میں مولوی محمد نظام الدین حسن خاں صاحب رکن عدالت العالیہ

ایک خاص صفت کے افسر تھے وقت کی پابندی اور راستبازی اور
حق پسندی میں ضرب المثل تھے جب کوئی معاملہ یا مقدمہ ان کے سامنے
پیش ہوتا تھا تو نہایت آزادی سے انصافانہ فیصلہ صادر فرما دیتے کبھی
انھوں نے سیاہ ۔ سفید ۔ قوی ضعیف ۔ دولتمند ۔ غریب کا خیال نہ فرمایا
ہمیشہ انصاف ان کے پیش نظر رہا انصاف کے مقابلہ میں مصالح
انتظامی کی ان کے پاس کچھ وقعت نہ تھی ۔

اب خدا سے دُعا یہ ہے کہ مولوی محمدؐ صدیق صاحب عماد جنگ مرحوم
مولوی شیخ احمد حسین صاحب رفعت یار جنگ مرحوم مولوی مشتاق حسین صاحب
وقار الملک مرحوم مولوی محمد یوسف الدین صاحب مرحوم مولوی محمد
حبیب الدین صاحب مرحوم جیسے دل و دماغ کے افراد ملک کی خدمات
کے لئے دنیا میں پیدا ہوں ۔

تعالیٰ
بعونہ

حرص و طمع

حرص و طمع میں تین تین حرف ہیں لیکن تینوں بے نقطہ ؎
طمع را سہ حرف است ہر سہ تہی

زمانہ نے جس قدر ترقی کی ہے اوسی قدر حرص و طمع کا دائرہ بھی وسیع اور فراخ ہوگیا ہے جن لوگوں کی آمدنی یا تنخواہ ماہانہ پچاس روپیہ سے متجاوز ہو کر دو ہزار روپیہ تک پہنچ گئی ہے وہ اشخاص بھی شکر گزار اور قانع پائے نہیں جاتے ہمیشہ ایسے اصحاب کی یہ خواہش رہی ہے کہ ان کا معقول اضافہ ہو اور دوسرے اعلیٰ عہدہ داروں کی تنخواہ سے کسی طرح ان کی تنخواہ گھٹی ہوی نہ رہے سر رشتہ مال کے ہر ایک اہلکار کی دلی آرزو یہ رہتی ہے کہ وہ جلد سے جلد تحصیلدار ہو جائے تحصیلدار صاحب تعلقداری کے لئے شب بیدار و ختم خوان تعلقدار صاحب صوبہ داری کے آرزومند علیٰ ہذا اہلکاران عدالت العالیہ و سر رشتہ داران اضلاع منصفی کے لئے

وظیفہ خوان اور منصف صاحب عدالت ضلع کی نظامت کے خواہشمند
نظماء عدالت ہائے اضلاع وصوبہ عدالت العالیہ کی رکنیت کے لئے
سراً و معنًا ساعی و تہجد گزار جو لوگ کرایہ کے مکان میں رہتے ہیں ان کو
ذاتی مکان کی تمنا اور جن لوگوں کو خدا نے ذاتی مکان دیا ہے ان کو بڑے
پیمانہ کے مکان کی خواہش جن کو سواری نصیب نہیں ہے وہ سواری کے
خواہاں جن کو خدا نے بگھی دی ہے ان کو موٹر کی خواہش جب موٹر کی خریدار ی
کے لئے رقم موجود نہیں پاتے ہیں تو بیویوں کا زیور بیع و رہن کر کے
موٹر کے خریدنے سے مضائقہ نہیں کرتے۔ یہ سلوک دیسی عورتوں ہی
کے ساتھ مخصوص ہے یوروپین لیڈیوں کے مقابلے میں ایسی جرأت
کبھی نہیں ہو سکتی۔

ف بعض لوگ اپنی ترقی یا ماموری کے لئے اس قدر کوشش کرتے
اور سعی فرماتے ہیں کہ دن کے بارہ گھنٹے اور رات کا کچھ حصہ اسی کے
نذر ہو جاتا ہے حالانکہ رزق کا عطا کرنا بالکل خدا کے ہاتھ ہے وَاللّٰہُ
یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ۔

بہ ناداں آنچناں روزی رساند   کہ دانا اندراں حیراں بماند

پیروی اور غیر پیروی کا وہاں کچھ اثر نہیں ہے خدائے تعالیٰ ہر شخص
کے حالات اور نیتوں کے لحاظ سے رزق عطا فرماتا ہے **فرد**

آنکس کہ تونگرت نمی گرداند	او مصلحت تو از تو بہتر داند

قطعہ

جہد رزق ارکنی و گر نکنی	برساند خدائے عزّ و جل
ور روی در دہان شیر و پلنگ	نخورندت مگر بروز اجل

ہ

گر زمیں را بآسماں دوزی	ندہندت زیادہ از روزی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارؐ نے فرمایا خدا کے احکام کا لحاظ رکھو خدا تمہارا حامی و مددگار رہیگا جو کچھ مانگنا ہو خدا ہی سے مانگو اور خدا ہی سے استمداد کرو جو قسمت میں لکھا ہے وہی ہوتا ہے اگر سب لوگ تمہارے نقصان پہنچانے کیلئے متفق ہوں جو تمہارے تقدیر میں خدا نے نہیں لکھا ہے تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اگر سب متفق ہوں کہ تم کو نفع پہنچائیں جو تمہارے تقدیر میں خدا نے نہیں لکھا ہے تو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے ہ

از خدا خواہ آنچہ خواہی اے پسر	نیست در دست خلایق خیر و شر

بیت

اگر تیغ عالم بہ جنبد ز جائے	نہ بُرّد رگے تا نخواہد خدائے

میرے دو دوست تھے ایک تو خواجہ شجاعت اللہ صاحب اور دوسرے

ملک نعمت اللہ صاحب خواجہ صاحب کی وسیع الاخلاقی اور ہر دلعزیزی کی وجہ سے ہر صیغہ کے عُہدہ داران کے دوست اور حامی تھے روزانہ یا ہفتہ وار ہر عہدہ دار کے گھر خواجہ صاحب جاتے اور میل ملاپ کرتے اور دوستانہ مراسم رکھتے تھے ملک نعمت اللہ صاحب کی حالت یہ تھی کہ سوائے اپنے گھر کے کہیں نہیں جاتے اور کسی عہدہ دار بالادست تک سے نہیں ملتے باوصف اِن کے میل میلاپ نہ رکھنے اور اُن کی غیر معمولی کوشش کے آخرِ عمر تک دونو مساوی المواجب تھے وَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَحَسْبُہٗ۔

شعر

تقدیر قطع رشتۂ تدبیر می کند تدبیر اہل عقل چہ تاثیر می کند

اب بھی مولوی محمد عبد القدیر صاحب پروفیسر دینیات عثمانیہ کالج و مولوی عظیم الدین احمد صاحب نائب ناظم کروڑگیری و مولوی سید نور الحسین صاحب ناظم عدالت ضلع موجود ہیں باوجود قناعت و عہدہ داروں سے میل جول نہ رکھنے کے اُن کی برابر ترقی ہوتی رہتی ہے اور بہت سے ایسے لوگ جو دن بھر سعی و کوشش میں منہمک رہتے ہیں اِن صاحبوں سے ترقی میں بہت پیچھے ہٹے ہوئے نظر آتے ہیں اس لئے ہم کو غیر معمولی کوششوں سے احتراز کر کے قناعت کا سبق

پڑھنا اور مَنْ طَمَعَ ذَلَّ سے بچنا چاہیئے۔ بیت

حریص را نکند نعمت دو عالم سیر ہمیشہ آتش سوزندہ اشتہا دارد

ایک بزرگ کے حال میں لکھا ہے کہ وہ مواخذۂ اُخروی کے خیال سے فصل خصومات کے کام سے گریز کرتے اور بے تعلق رہنا چاہتے تھے اتفاق سے ان کو فصل خصُومات کا عہدہ مل گیا انھوں نے ایک مساوی المواجب اہلکار سے اپنا تبادلہ کرالیا اور اس طرح انفصال مقدمات کے کام سے سُبکدوش ہوگئے کچھ زمانہ اس طرح گذر گیا اس اثناء میں موقع پاکر شیطان بصورت ایک مقدس انسان کے پہنچا اور خیر خواہی کے پیرایہ میں کہا کہ جب تک آپ فصل خصُومات کا کام اختیار نفرماویں گے تب تک آپ کی ترقی محال ہے اور سب خواہشات آپ کے بالائے طاق رہیں گے بالآخر انہوں نے ججی کی خدمت قبول کرلی اور قدیم خیالات برباد کردئے البتہ حضرت میر اشرف علی صاحب قدس سرہٗ صرف توکل پر و مولوی سید عمر صاحب مرحوم واعظ (اور مولوی محمد قاسم صاحب بانیٔ مدرسۂ دیوبند) قلیل آمدنی پر صابر و شاکر تھے قناعت کے دائرہ سے کبھی ان بزرگوں نے قدم باہر نہیں رکھا نہ اچھے کھانے کی ان کو پرواہ تھی نہ اچھے لباس کی خواہش نہ کبھی ان حضرات نے دولتمندوں اور رئیسوں کے ملاقات پر اظہار فخر کیا

عَزَّ مَنْ قَنَعَ کا جملہ ہمیشہ ان بزرگوں کے پیش نظر رہا۔

ف جب کوئی ملازم یا عہدہ دار پچپن سال کی عمر کو پہنچ جاتا ہے تو سرکار اپنی مہربانی سے براہ قدر دانی اور حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے اس مقولہ کے بموجب۔

چو خدمت گزاریت گردد کہن حق سالیانش فراموش مکن

وظیفہ گراں قدر عطا فرماتی ہے تاکہ ملازم یا عہدہ دار اطمینان کے ساتھ اپنی بقیہ زندگی بسر کرے لیکن وظیفہ یابوں کی حرص کی حالت یہ ہے کہ وہ وظیفہ کی قدر نکر کے غیر سرکاری سرشتوں میں ماموری کی کوشش کرتے اور مقتدر عہدہ داروں کے گھر مارے مارے پھرتے اور بالآخر ماموہو جاتے اور اگر ماموری و تقرر کے لئے جگہ نہیں پاتے ہیں تو کامیاب ہونے کی صورت میں وکالت شروع کر دیتے اور مرتے دم تک دفتری کام انجام دیتے یا وکالت کرتے رہتے ہیں اگر ان وظیفہ یاب اصحاب کی بصارت خراب ہو جاتی ہے تو عینک چڑھا لیتے ہیں اور ریش مبارک کے سفید ہو جانے پر یا تو سیاہ کر دیتے یا بنیاد سے اس کو اڑا دیتے ہیں دانت گر جائیں تو مصنوعی دانت جما لیتے ہیں اور اس طرح مصنوعی جوان بنکر ملازمت اور وکالت کے قابل اپنے کو بنا لیتے ہیں اسی پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ ایک جوان عورت سے عقد کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں

لیکن اعصاب کی کمزوری اور اعضاء رئیسہ کے اضمحلال کی اصلاح نہیں کیجا سکتی۔

اگر انسان قانع ہو غنی ہووے دو عالم میں
ہوا و حرص لیکن اس کی مٹی خوار کرتی ہے

وہم و وسواس کی مضرتیں

ایک وسواسی صاحب نے کبھی نماز نہیں پڑھی لوگوں نے ان کو آخرت کا خوف دلایا اور باصرار نماز پڑھوائی اتفاقاً ان کا ایک گھوڑا مرگیا۔ وسواسی صاحب نے خیال کیا کہ نماز پڑھنے ہی سے ان کا گھوڑا مرگیا اس لیئے انھوں نے نماز چھوڑ دی۔

ایک وسواسی صاحب کبھی اپنے مسکونہ حجروں وکمروں میں جھاڑو نہیں دلاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس گھر میں جھاڑو دی جاتی ہے وہاں ہر قسم کے نحوست کا اندیشہ ہے اس لئے وہ کپڑے سے گرد اور کچرے کو صاف کرلیا کرتے تھے ایکدن دوستوں نے ان کے دیوانخانہ میں جھاڑو دلوا دی اور فرش صاف ستھرا کرادیا اتفاق زمانہ سے ان کے کسی عزیز قریب کا انتقال ہوگیا۔ وسواسی صاحب اس وقت دوستوں کے فعل سے بہت برہم ہوئے

اور کہا کہ گھر میں کیا جھاڑو ہوئی میرے عزیزوں اور میری آمدنی پر جھاڑو پھر گئی
اس کے بعد سے جب ان کو باہر جانیکا اتفاق ہوتا تو تمام کمروں کو قفل لگایا
کرتے تھے ایسا نہ ہو کہ ان کے غیاب میں کوئی جھاڑو دیدے۔

ایک وسواسی صاحب جو بالکل صحیح تندرست تھے ہمیشہ اپنے آپ کو بیمار
خیال کرتے اور اطباء سے رجوع ہوتے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کبھی رقیق اجابت
آجائے تو پیچش کا خیال ظاہر کرتے تھے سخت اجابت آئے تو معدہ کی
خرابی کا اندیشہ ہوتا تھا ہمیشہ ایک ہی رنگ کا بستہ پاخانہ آنے کی
ان کی خواہش رہتی تھی۔ ایک روز وسواسی صاحب کو ان کے دوست
نے سلام کیا اور مزاج پرسی کی اور مذاق سے کہا کہ آپ کا رنگ
زرد اور چہرہ پژمردہ معلوم ہوتا ہے آخر اس کا سبب کیا ہے وسواسی صاحب
اگرچہ اچھے خاصے تھے لیکن دوست کے کہنے سے بہت متاثر و پریشان
ہوئے گھر آئے رضائی اوڑھی لرزہ چڑھا اور بخار آیا ڈاکٹر صاحب بلائے
گئے انھوں نے قارورہ ملاحظہ کیا اور نبض دیکھی اور بے اختیار ہنس دیا
وسواسی صاحب کو اور بھی فکر ہوئی ڈاکٹر صاحب نے کہا نواب صاحب آپ
کا قارورہ اچھا ہے نبض بھی اچھی ہے اس وقت جو بخار آپ کو محسوس
ہو رہا ہے وہ وہمی بخار ہے تھوڑی دیر سے بغیر کسی علاج کے خود بخود زائل
ہو جائیگا۔ ڈاکٹر صاحب رخصت ہوئے نواب صاحب کو جھپکی لگی آدھے گھنٹے

سے نواب صاحب بیدار ہوے نہ لرزہ ہی تھا نہ بخار۔

ورزش کے فوائد

ف نقل ہے کہ ایک امیر ٹونے ٹوٹکوں کے بڑے معتقد تھے ایک دن ایک شاہ صاحب سے ملے اور عرض کی کہ حضرت کوئی ایسی تدبیر بتائیے کہ مجھے ان بیماریوں سے نجات ہو ضعف معدہ، ضعف دماغ، دردسر نزلہ، زکام، کھانسی غرض کیا عرض کروں، ایک جان اور ہزار بیماری کا مضمون ہے، حکیموں کا تو چنداں بندہ معتقد نہیں۔ کچھ آپ ہی توجہ فرمائیے شاہ صاحب آدمی سمجھدار تھے فوراً سمجھ گئے کہ ان کو بیکاری اور امیری دو بیماریاں لاحق ہیں دن رات مکان میں پڑے رہتے ہیں اور اگر کبھی باہر نکلتے ہیں ہیں تو گاڑی کے سواری ہیں۔ غرض شاہ صاحب نے اکیس تعویذ لکھے اور فرمایا کہ لو صاحب انشاء اللہ اکیس دن میں سب روگ دور ہو جائنگے مگر آپ کو ذرا تکلیف کرنی پڑے گی۔ امیر نے کہا۔ حضرت میں سب تکلیفیں گوارا کرونگا۔ آپ بے تامل ارشاد فرمائیے۔ شاہ صاحب نے فرمایا۔ کہ آپ ہر روز صبح کے وقت نور کے تڑکے مشرق کی جانب پیدل جایا کریں۔ کوئی کوس بھر کے فاصلہ پر ایک پرانا کنواں ہے اس کے کنارہ پر ایک پیپل کا پیڑ ہے اس کی جڑ میں آپ ایک تعویذ ہر روز دفن کریں پھر کھڑے ہو کر پیپل سے تین بار کہیں اے پیپل کے رو کھ بڑھ جائے

میری بھوک" اس کے بعد آپ اُلٹے پاؤں جلدی جلدی چلے آئیں اور پیچھے مڑکر نہ دیکھیں۔ انشاء اللہ چند روز ہی میں اس عمل کا فائدہ آپ دیکھ لینگے مگر یہ اکیس دن کا عمل ہے اس کو پورا کرنا چاہئے غرض امیر نے یہ عمل شروع کر دیا صبح کی ریاضت اور تازہ ہوا سے چند روز میں سب تکلیفیں رفع ہو گئیں اور شاہ صاحب کی کرامت کا سکہ نواب صاحب کے دل پر بیٹھ گیا۔

اس کے بعد نواب صاحب نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ ہمیشہ بیگم صاحبہ بھی علیل رہتی ہیں ڈاکٹری یونانی اطباء کا علاج کرتے کرتے تھک گئیں مگر مزاج رو باصلاح نہیں ہوتا ہے اب آپ ہی کی توجہ درکار ہے بیگم صاحبہ کو بھی کوئی تعویذ عنایت ہو شاہ صاحب نے فرمایا کہ تعویذ دینے میں مجھے عذر نہیں لیکن بیگم صاحبہ کو آپ سے زیادہ محنت اٹھانی پڑیگی نواب صاحب نے کہا آپ کے حسب ایماء وہ عمل کرنے تیار ہیں تب شاہ صاحب نے (۴۲) تعویذ لکھے اور فرمایا کہ لو صاحب یہ بھی اکیس دن کے تعویذ ہیں ہر روز صبح کو ایک تعویذ کمر میں باندھ کر کھڑے رہ کر پانچ سیر چاول کوٹیں اس سے فارغ ہونے کے بعد وہ تعویذ کھولکر پرانی باولی میں ڈال دیں اور روزانہ چار بجے ایک تعویذ پونچے پر باندھ کر دو سیر گیہوں پیسا کریں اس کے بعد وہ تعویذ کھولکر پرانی باؤلی میں پھینکدیں۔ غرض بیگم صاحبہ نے اکیس دن عمل کیا

اور خدا کے فضل سے اچھی خاصی تندرست ہوگئیں اور عادت سے زائد غذا چلنے لگی چہرہ کی پژمردگی جاکر رنگ میں سرخی آگئی نواب صاحب کو بیگم صاحبہ سے اور زیادہ محبت ہوگئی۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عجم کے بادشاہ نے ایک حاذق طبیب روانہ کیا تاکہ عرب کے لوگ اس کے علاج سے فائدہ حاصل کریں طبیب مذکور عرصہ تک وہاں رہا لیکن کوئی شخص علاج کی غرض سے اس کے پاس نہ آیا آخر کار طبیب نے سرکار سے اس کی شکایت کی اور لوگوں کی عدم توجہی اور لاپروائی ظاہر کی سرکار نے فرمایا کہ یہاں کے لوگوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب تک بھوک صاف نہ ہو کھانا نہیں کھاتے اور ہنوز اشتہا باقی رہتی ہے کہ کھانا چھوڑ دیتے ہیں طبیب نے کہا کہ عرب کے لوگوں کی صحت کا بیشک یہی راز ہے اور رخصت ہوا۔

انسان کا اپنی صحت کے لئے صاف بھوک ہونے پر کھانا کھانا اور اشتہا سے کسی قدر کم کھانا اور سویرے نیند سے جگنا اور ورزش کرنا بلاشبہ مفید ہے۔
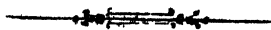
مضامین مختلفہ

شعبان ۱۳۴۸ھ کے ہفتہ اولیٰ میں دو صاحبوں کی جدائی سے اہل ملک کو شدید نقصان پہنچا۔

ف نواب اظہر جنگ مرحوم کے انتقال کا یہ اثر ہوا کہ ایک مستعد و جاں نثار و وفادار و دیانت دار شخص پیشی خسروی سے ہمیشہ کے لئے ہٹ گیا جس کا بدل ممکن ہے کہ باقبال خسروی مل جائے مگر بادی النظر میں مرحوم کا بدل ملنا محال ہے سفر دہلی کے موقع پر حسن نظامی صاحب نے لکھا تھا کہ عالمگیر بادشاہ کو ان کے خیال کے مطابق کوئی آدمی نہیں ملا لیکن حضور نظام کو اظہر جنگ جیسا شخص مل گیا جو اشاروں پر کام کرتے ہیں۔

ف نواب سر نظامت جنگ بہادر کے وظیفہ پر علیحدہ ہونے سے گویا ایک روشن خیال اعلیٰ تعلیم یافتہ متین و بردبار مسلمہ قابلیت کی ہستی سرکاری خدمات سے سبکدوشی حاصل کرلی ہے جس کا ملک کو افسوس ہے لیکن خدا کا شکر ہے کہ قومی خدمات و ملکی مہمات انجام دینے کے لئے ایک وسیع میدان آپ کے ہاتھ لگ گیا ملک اور قوم کو نفع پہنچانے

کے جو توقعات آپ سے وابستہ ہیں اُمید ہے کہ باحسن وجوہ انجام پذیر ہوں گے۔

رسالہ تبادلۂ خیالات کا ایک ہی موضوع قرار دیا گیا تھا لیکن بعد میں نئے باتیں معلوم ہونے سے جدید مضامین اضافہ کئے گئے اس لیے ایک موضوع باقی نہیں رہا۔

ہمارا ہمیشہ سے یہ دعویٰ تھا کہ عام تعلیم کے ساتھ طالب علموں کو مذہبی تعلیم کی بھی شدید ضرورت ہے ہر تعلیم کے پہلو بہ پہلو مذہبی تعلیم بھی لازمی ہے چنانچہ ہمارے ملک میں یہی اصول عثمانیہ یونیورسٹی کے لئے اختیار فرمائے گئے۔ خدا کا شکر ہے کہ ۱۲ ؍ڈسمبر ۱۹۲۹ء کو مدراس میں لارڈ اروِن وائسرائے ہند نے جو وعظ (تقریر) فرمایا ہے اس میں مذہبی تعلیم کی وجہ سے اظہار مسرت کیا۔

وَھُوَ ھٰذا

میں آپ کے اڈریس سے بہت خوش ہوا کہ آپ کو اپنی اولاد کی تعلیم میں مذہب کے شامل رکھنے کی اہمیت کا احساس ہے تعلیم سے مذہب کو خارج کردینے کے جو نقصانات ہیں وہ آج دنیا کے بہت سے حصوں میں ظاہر ہو رہے ہیں کم عمروں کے نصابِ تعلیم سے مذہب کا خارج کردینا ایسی ہی بے عقلی کی بات اور ایسی ہی شدید غلطی ہے جیسے کوئی عالیشان مکان

بغیر کسی مضبوط بنیاد کے اٹھائیے۔ (رہبر دکن ۱۴ شعبان ۱۳۴۶ھ)

حیدر آباد میں زمانہ ممتد سے عین شب برات میں آتشبازی اور بارود جلانے اور پٹاخے جلانے کا عمل جاری ہے یہاں تک کہ بارود کے ڈھیلے پھینکے جاتے اور بطور جنگ کے دو فریقوں میں اس کا مقابلہ ہوتا تھا جس میں نہ صرف جان کا خطرہ تھا بلکہ دو چار آدمی اس جنگ میں مجروح یا ہلاک ضرور ہوتے تھے نواب اکبر جنگ مرحوم کوتوال بلدہ نے اس رسم قبیح کے انسداد کی فکر کی اور اس میں کامیابی حاصل کی۔ عین شب برات میں نواب موصوف علاقہ کوتوالی کے بنگلہ واقع چار مینار پر برآمد رہتے تھے اور پولیس کا ایسا معقول انتظام رکھا تھا کہ کسی دولت مند یا با اثر یا قوی شخص کو ڈھیلے پھینکنے کی جراءت نہ ہوتی تھی۔ چند سال میں یہ طریقہ قطعاً موقوف ہوگیا اور جانی خطرات کا اندیشہ جاتا رہا۔ اب رہا پٹاخوں اور انار و مہتاب و فرشی انڈوں کا چھوڑنا اور جلانا اسمیں حکومت دست اندازی نہیں فرما سکتی تھی اس لیے چند مصلحین اور واعظین نے مذہبی حیثیت سے اس کے انداد کی کارروائی فرمائی اور شب برات سے پہلے پند و نصائح کے ذریعے اس کے مٹانے کا عمل ہوتا رہا چنانچہ گذشتہ سال یعنے شعبان ۱۳۴۶ھ میں جبکہ میلاد النبی کا جلسہ جامع مسجد بلدہ میں بعد عشا منعقد ہوا تھا نواب صدر یار جنگ بہادر

صدر الصدور اور قاری رشید صاحب خطیب مکہ مسجد اور مولوی محمد حسام الدین
صاحب فاضل نے وعظ فرمایا اور بتلایا کہ شب برات عبادت خدا اور
یاد الٰہی میں مصروف رہنے کیلئے ہے برخلاف اس کے لوگ بارود جلاتے
اور روپیہ برباد کرتے ہیں جس سے جان و مال کا خطرہ اور بچوں کی اخلاق
کی خرابی کا اندیشہ ہے غرض نہایت عمدہ اور خوشنما پہلو سے واعظین نے
نصیحت کی اور بُرے رسموں اور ناپسندیدہ بدعتوں کے ترک کرنے کی ہدایت
فرمائی یہ سلسلہ شب کے ایک بجے تک رہا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بارود
جلانے اور لغویات میں مصروف رہنے کا وقت گزر گیا اور حاضرین آئندہ
کے لئے متنبہ اور متاثر ہوگئے اور جلسہ ہر طرح کامیاب رہا تقریباً ایکہزار
اشخاص اس جلسہ میں شریک تھے مسجد اور پورا صحن آدمیوں سے بھرا ہوا
تھا۔ حاضرین جلسہ سے ایک شخص نے دعا کی تھی کہ آئندہ سال بھی اس قسم کا
جلسہ کرنے کی لوگوں کو خدا توفیق دیوے تاکہ لوگ ایسی مفید مجلس میں شریک
ہوں اور بارود جلانے کا وقت گزر جاے چونکہ دعا بے غرض از خلوص
پر مبنی تھی اس لئے خداوند عالم کی بارگاہ سے مقبول ہوگئی سال حال
فضائل شب برات کا جلسہ ایک دفعہ چوک کی مسجد میں بعد نماز عشا منعقد ہوا
سب سے پہلے نواب صدر یار جنگ بہادر صدر الصدور نے شب برات کی
فضیلت کلام اللہ کے سورہ دخان اور نیز احادیث صحیحہ سے بیان فرما کر بارود

جلانے اور فضول روپیہ برباد کرنے سے نہایت عمدہ اور خوشنما طریقہ سے
متنبہ کیا نواب صاحب کی تقریر اگرچہ نہایت بلیغ اور جامع تھی باوصف اس کے
عام فہم تھی اس لئے حاضرین نے نہایت توجہ اور دلچسپی سے وعظ سنا ایک
گھنٹہ تک آپ کا وعظ ہوتا رہا آپکے ختم فرمانے کے بعد خطیب صاحب مکہ مسجد
کھڑے ہوے صاحب موصوف کا بیان بھی فضائل شب برات اور بارود جلانے کی
مذمت میں تھا مذاقیہ جملوں اور ظرافت آمیز باتوں سے بھی لوگوں کو خطیب صاحب نے
خوش کیا سوا گھنٹہ تک ان کا وعظ ہوتا رہا اس کے بعد مجمع میں اور اضافہ
ہوتا گیا اور لوگوں کی توجہ خاص ہونے لگی چنانچہ سوا گیارہ بجے شب کے مولوی
محمد حسام الدین صاحب کی باری آئی اور آپ کھڑے ہوے اور حالات حاضرہ
کے نظائر و تمثیلات سے لوگوں کو متنبہ و متاثر کیا اور پھر نہایت موثر و دلچسپ
طریقہ سے بارود جلانے کی مذمت اور شب برات کی فضیلت مولوی صاحب نے
بیان فرمائی ڈیڑھ گھنٹہ تک اس کا سلسلہ جاری رہا شب کے ایک بجے جلسہ
کامیابی کے ساتھ برخاست ہوا یہ معلوم کرکے اور بھی مسرت ہوی کہ ٹیپو خاں
صاحب مرحوم کی مسجد میں نواب ہدایت محی الدین خان صاحب کی صدارت سے
اور مولوی شیخ مبارک علی صاحب معتمد مدرسہ حمایت الواعظین کے مکان پر
بصدارت نواب ضیا یار جنگ بہادر کے جلسہ منعقد ہوا اور قطبی گوڑہ میں مولوی
سید زاہد حسین صاحب و مولوی محبوب الحسن صاحب دیوبندی نے وعظ کیا

انیس الغربا کے مدرسہ والوں نے بھی اپنا کام کیا خدا سے امید ہے کہ چند سال کے بعد یہ قدیم رسم بارود جلانے کی قطعاً متروک ومسدود ہوجائے گی امید ہے کہ حالیہ شب برات میں کسی نہ کسی جگہ پر مولوی حاجی سید محمد بادشاہ صاحب قادری نے بھی وعظ فرماکر فضائل شب برات سے آگاہ اور بارود جلانے سے لوگوں کو متنبہ فرمایا ہوگا۔

ف زید - کوئی سال خالی نہیں جاتا جو ایک یا دو رسالوں سے آپ ہماری تواضع نہ فرماتے ہوں اور آپ کی اس میں اس قدر دلچسپی ہوگئی ہے کہ ہمارا کہنا کچھ سود مند نظر نہیں آتا

خالد - کیا ہمارا شغل آپ کے خیال میں معیوب اور بدنما ہے۔

زید - معیوب اور بدنما کیوں ہونے لگا آپ سے مجھ کو ہمدردی ہے اس لئے میں آپ کے اس شغل کو بیکار اور داخل اسراف سمجھتا ہوں۔

خالد بات یہ ہے کہ ہر شخص کا ایک خاص مذاق رہتا ہے اور اس میں اسکی اس قدر دلچسپی رہتی ہے کہ ناصح کی نصیحت وہاں کام نہیں دیتی مذاق کے مختلف اسباب ہیں کسی کے پاس صبح وشام ولایتی شیشیوں کا صرفہ ہوتا ہے۔ کہیں ریسی گھوڑوں کا خرچہ - اور اس شوق میں اس قدر پختگی ہوجاتی ہے کہ وہ بلالحاظ کسی امر کے اس شوق کو برابر جاری رکھتا ہے خیر خواہوں اور مذہبی پیشواؤں کی پند ونصیحت وہاں کچھ کام نہیں دیتی بعض ہستیاں ایسی بھی ہیں کہ وہ اپنے فعل پر

ضرور نادم ہوتی ہیں لیکن حضرت صاحب ثبت کے ساتھ اپنے فعل پر قائم اور اس کو اچھا سمجھتے
اور ہدایت کو اپنے پاس پھٹکنے تک نہیں دیتے حالانکہ اس قسم کے اشغال سے بدنامی کے
علاوہ صحت و عافیت برباد ہوتی اور نسیان عمر طبعی تک نہیں پہنچ سکتا ہمارے پاس
کسی وقت نظائر اس کے موجود ہیں لیکن آپ ایسے اشغال والوں کی جانب توجہ نہیں کرتے
اور ان کو ہدایت فرمانے سے قاصر رہتے ہیں آپ کو ہمارا ہی شغل بدنما اور فضول نظر آتا ہے
کسی کے ہاں چلنے کا دورہ اور پان کے بیڑوں کا مشغلہ رہتا ہے اور کہیں جیسے کشتی اور
حقہ نوشی کا اس قدر مشغلہ رہتا ہے کہ دم بھر کی فرصت نہیں ملتی اور کسی روز تعطیل
نہیں حساب رکھیں تو ماہانہ اس کا بہت کچھ صرفہ ہوتا ہوگا اس شغل میں صاحبان رشد و
ہدایت بھی شریک دیکھے جاتے ہیں اور کہیں سال بھر میں چار مہینے تک پتنگ بازی کا
معقول خرچہ برداشت کیا جاتا ہے اس کے علاوہ باوصف عدم قدرت کے بعض لوگ سواری رکھنے
اور حشموں میں عزت حاصل کرتے ہیں مجھ کو خدا نے اس قدر قدرت دی ہے کہ میں سواری رکھ سکتا
ہوں لیکن میں نے کوئی سواری نہیں رکھی اور نہ اسکی مجھ کو حاجت ہے جب ضرورت پر موٹر بگی کرایہ
مل سکتی ہے تو مستقل سواری غیر ضروری ہے کیونکہ اس گنجایش سے دوسرے کام نکال سکتے
ہیں اگر سواری رکھی جائے تو ماہانہ معقول صرفہ ہوگا اور اس پر آپ کبھی معترض نہوں گے بخلاف اسکے
طبع رسالہ جات کے لئے میں نے ماہانہ جو قلیل صرفہ مقرر کر رکھا ہے اس پر آپ معترض ہیں
زید۔ اب چونکہ تفصیلی حالات معلوم ہو گئے ہیں اس لئے محل اعتراض باقی نہیں رہا

تمت بالخیر